الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ
الرَّجِيمِ ط بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

” دس جنتی صحابہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ اور پیارے آقا صَلَّ اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے

والدین رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ کے 12 واقعات“

عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کہتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّ اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:
(۱) ابو بکر جنتی ہیں، (۲) عمر جنتی ہیں، (۳) عثمان جنتی ہیں، (۴) علی جنتی ہیں، (۵) طلحہ جنتی ہیں، (۶) زبیر جنتی
ہیں، (۷) عبدالرحمن بن عوف جنتی ہیں، (۸) سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں، (۹) سعید بن زید جنتی ہیں، (۱۰) ابو
عبیدہ بن الجراح جنتی ہیں۔ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ) (ترمذی، کتاب المناقب، ۲/۲۱۶، حدیث: ۳۷۶۸)

حکایت (01): ”بڑے بن کر بھی نیکی نہ چھوڑو“

خلیفہ (حاکم-caliph) بننے سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کے پاس چھوٹی چھوٹی بچیاں اپنی
بکریاں لے کر آتیں، آپ ان کو خوش کرنے کے لیے بکریوں کا دودھ نکال دیا کرتے تھے۔ جب آپ رَضِيَ اللهُ
عَنْهُ کو خلیفہ بنایا گیا تو محلے کی ایک بچی آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی: اب تو آپ خلیفہ بن گئے ہیں، آپ ہمیں
دودھ نکال کر نہیں دیں گے۔ آپ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے فرمایا: کیوں نہیں! اب بھی میں تمہیں دودھ نکال کر دیا کروں
گا اور مجھے اللہ پاک کے کرم سے یقین (believe) ہے کہ تمہارے ساتھ اسی طرح رہوں گا جیسا پہلے تھا۔ پھر
خلیفہ بننے کے بعد بھی آپ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ان بچیوں کو دودھ نکال دیا کرتے تھے۔

(تہذیب الاسماء واللغات، ۲/۳۸۰)

اس واقعے سے سیکھنے کو چند باتیں ملیں، پہلی (1st) یہ کہ جب ہم کوئی نیکی کرنا شروع کریں تو اُسے کسی

بھی وجہ سے کرنا نہ چھوڑیں۔ دوسری (2nd) بات یہ کہ ہماری باتیں اور کام ایسے ہوں جو مسلمانوں کا دل کا خوش کریں، ایسے نہ ہوں جس سے اُن کے دل دکھیں۔

تعارف (Introduction):

مسلمانوں کے پہلے (1st) خلیفہ (حاکم-caliph) اور جنتی صحابی، امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کا نام ”عبد اللہ“، کُنْيَت (kunya) ”ابو بکر“ اور لقب (title) ”صدیق“ ہے۔ آپ کے والد کا نام ”عثمان“

اور والدہ ماجدہ کا نام ”سلمیٰ“ ہے۔ (مجم کبیر ۴/۱۱۳) آپ، آپ کے والد، والدہ، بیٹے، بیٹی سب صحابی اور صحابیہ تھے (رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ) بلکہ آپ کی شہزادی بی بی عائشہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تو اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ (یعنی ہماری والدہ) ہیں کیونکہ حضور صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے آپ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا سے نکاح فرمایا (یعنی شادی کی تھی)۔

ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے انتقال کے بعد حضرت صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مسلمانوں کے پہلے خلیفہ بنے۔ 22 جمادی الاخریٰ، 13 سن ہجری کو انتقال ہوا۔ حضرت فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (طبقات کبریٰ، ۳/۱۵۳، الرياض النضرۃ، ۱/۲۵۸) حضور اکرم صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی قبر شریف کے ساتھ دفن کیے گئے۔

جنتی صحابی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی شان:

خَاتَمُ النَّبِيِّينَ، اِمَامُ الْمُرْسَلِينَ، رَحْمَةٌ لِلْعَالَمِينَ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جس شخص کی صحبت (یعنی ساتھ ہونے) اور (اُن کے) مال نے مجھے سب لوگوں سے زیادہ فائدہ پہنچایا وہ اَبُو بَكْرٍ اِبْنِ اِبْنِ اَبِي قَحَافَةَ ہے اور اگر میں دنیا میں کسی کو خلیل (یعنی دوست) بناتا تو اَبُو بَكْرٍ کو بناتا لیکن اسلام کی محبت قائم (ہو چکی) ہے۔ (بخاری، حدیث: ۳۹۰۳، ۲/۵۹۱)

ہر صحابی نبی جنتی جنتی

حکایت (02): ”چھوٹے چھوٹے ہی رہیں، مگر کام بڑے بڑے کریں“

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے خود ہی لوگوں سے ایک آیت مبارکہ کی تفسیر پوچھی (یعنی قرآن کی ایک آیت کا مطلب پوچھا)، جب کسی نے کوئی جواب نہ دیا تو کم عمر صحابی حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے عرض کیا: اس بارے میں میرے ذہن میں کچھ ہے۔ تو فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے انہیں محبت دیتے ہوئے فرمایا: اے میرے بھتیجے (یعنی میرے بھائی کے بیٹے)! اگر تمہیں معلوم ہے تو ضرور بتاؤ اور خود کو چھوٹا نہ سمجھو۔

(بخاری، کتاب تفسیر القرآن، ۳/۱۸۵، حدیث: ۴۵۳۸)

اس حکایت سے ہمیں یہ درس (lesson) ملا کہ اگر کوئی بڑا سوال کرے اور آپ چھوٹے ہوں لیکن آپ کو جواب معلوم ہو تو ”خود کو چھوٹا سمجھ کر“ جواب دینے سے مت رُکیے، اگر آپ کا جواب غلط ہو تو آپ کو صحیح جواب معلوم ہو جائے گا، تب بھی فائدہ آپ ہی کا ہے۔

تعارُف (Introduction):

مسلمانوں کے دوسرے (2nd) خلیفہ (حاکم-caliph) اور جنتی صحابی، امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کا نام ”عمر“، اور لقب (title) ”فاروق اعظم“ ہے۔ (الاصابہ ۴/۱۲۵، اسد الغابہ ۳/۳۱۶) حضرت ابوبکر صدیق رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کے انتقال کے بعد آپ مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ بنے۔ آپ نے بڑے بڑے کام کیے جو کہ بہت سی کتابوں میں لکھے گئے ہیں، چھبیس (26) ذوالحجہ الحرام کی صبح ایک آگ کی عبادت کرنے والے شخص نے آپ پر فجر کی نماز کے دوران حملہ (attack) کر کے بہت زخمی کر دیا، چند دن بعد آپ شہید ہو گئے۔ آپ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ پہلی (1st) محرم الحرام 24 سن ہجری خاتم النبیین، امام المرسلین، رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی قبر شریف کے قریب صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی قبر شریف کے ساتھ دفن کیے گئے۔

(طبقات ابن سعد، ۳/۲۶۶-۲۸۱، تاریخ ابن عساکر، ۴/۴۲۲-۴۶۴)

جنتی صحابی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی شان:

ہمارے پیارے آقاصَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: عمر جنتی ہیں۔ (صحیح ابن حبان، جزء: ۶، ۱۸/۶، حدیث: ۶۸۴۵) حدیث شریف کی اہم (Important) کتاب ”بخاری شریف“ میں ہے: خلیفہ ولید بن عبد الملک نے جب روضہ منورہ (جہاں پیارے آقاصَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حضرت ابو بکر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اور حضرت عمر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کے مزارات ہیں، وہاں) کی دیوار گری تو لوگ اُس کو بنانے لگے، (دیوار کھودتے وقت) ایک پاؤں ظاہر ہوا تو حضرت عروہ بن زبیر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے کہا: یہ حضرت عمر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کا پیر مبارک ہے۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۳۶۹ حدیث ۱۳۹۰ المصنفا) سُبْحَانَ اللهِ! ہمارے پیارے آقاصَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے صحابہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ کی کیا شان ہے کہ انتقال کے بعد قبر شریف میں بھی جسم صحیح ہے (کوئی فرق نہیں آیا)۔

ہر صحابی نبی جنتی جنتی

حکایت (03): ”اپنا کام اپنے ہاتھ سے کریں“

حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ایک مرتبہ اپنے باغ میں سے لکڑیاں اٹھا کر لارہے تھے حالانکہ کئی غلام بھی موجود تھے (پہلے ایک انسان دوسرے کا مالک بن جاتا تھا، مالک کو جو ملاوہ غلام ہوا، آج کل غلام نہیں ہوتے)۔ کسی نے عرض کی: آپ نے یہ لکڑیاں اٹھائی ہوئی ہیں اپنے غلام سے کیوں نہیں اٹھوائیں؟ فرمایا: (غلام سے) اٹھو تو سکتا تھا لیکن میں اپنے آپ کو آزما (check کر) رہا ہوں کہ میں (اللہ پاک کو خوش کرنے کے لیے) اس کام کرنے کو پسند کرتا ہوں یا نہیں! (کرامات عثمان غنی، ص ۱۰۰ المصنفا)

اس واقعے سے سیکھنے کو ملا کہ ہمیں بھی اپنے کام اپنے ہاتھ سے کرنے کی عادت بنا لینا چاہئے، ہماری یہ عادت گھر کے سب لوگوں کی خوشی کرنے والی ہوگی۔ ان شاء اللہ!

تعارف (Introduction):

مسلمانوں کے تیسرے (3rd) خلیفہ (حاکم-caliph) اور جنتی صحابی، امیر المومنین حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کا نام ”عثمان“، اور لقب (title) ”ذو النورین (دو نور والا)“ ہے۔ حضرت فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کے انتقال کے بعد آپ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ پہلی (1st) محرم الحرام 24 سن ہجری کو خلیفہ بنے۔ آپ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کے دور میں افریقہ، ملک روم کا بڑا علاقہ اور کئی بڑے شہر اسلامی ملک بن گئے۔ آپ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی خلافت (caliphate) بارہ (12) سال رہی۔ 18 ذوالحجہ الحرام 35 سن ہجری میں جمعہ کے دن روزے کی حالت میں تقریباً 82 سال کی عمر میں شہید ہوئے۔ (الریاض النضرۃ، ۲/۶۷) آپ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو دنیا کے سب سے زیادہ فضیلت والے قبرستان جنت البقیع (جو کہ مدینہ پاک میں مسجد نبوی کے ساتھ ہے) میں دفن کیا گیا۔ (البدایۃ والنہایۃ، ۷/۱۹۰)

جنتی صحابی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی شان:

خاتم النبیین، إمام المرسلین، رَحْمَةُ لِلْعَالَمِينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: عثمان جنتی ہیں، ان کا رفیق (یعنی ساتھی) میں خود ہوں۔ (الریاض النضرۃ، ۱/۳۵)

ہر صحابی نبی جنتی جنتی

حکایت (04): ”نیکی کے کام میں دوسروں کی مدد کریں“

ایک دن حضرت علی المرتضیٰ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے اپنے بڑے بیٹے حضرت امام حسن رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے فرمایا: اے بیٹے! کیا تم میرے سامنے بیان نہیں کر سکتے جسے میں سنوں؟ انہوں نے عرض کی: مجھے اس بات سے شرم آتی ہے کہ میں آپ کو دیکھتے ہوئے بیان کروں۔ شیر خدا، حضرت علی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے یہ سنا تو امام حسن رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی ہمت (courage) بڑھانے کے لیے ایسی جگہ جا کر بیٹھ گئے جہاں سے وہ حضرت علی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو نہ دیکھ سکیں۔ پھر امام حسن رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لوگوں میں بیان کرنے کے لیے کھڑے ہوئے اور حضرت علی المرتضیٰ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ آپ کی آواز سن رہے تھے۔ امام حسن رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے بہت اچھا بیان کیا۔ (البدایۃ والنہایۃ، ۵/۵۲۳)

اس سچے واقعے سے یہ درس (lesson) ملا کہ اگر کسی بڑے کے سامنے بھی نیکی کی دعوت یاد دلائی جائے اور اس وقت بڑوں کو بھی چھوٹوں پر شفقت کرنی چاہیے۔

تعارف (Introduction):

مسلمانوں کے چوتھے (4th) خلیفہ (حاکم-caliph)، جنتی صحابی، اہل بیتِ مصطفیٰ، قادریوں کے پیشوا، امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نام ”علی“ اور لقب (title) ”آسَدُ اللہ (شیر خدا)“ ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد آپ مسلمانوں کے چوتھے (4th) خلیفہ بنے۔ 40 سن ہجری میں 17 یا 19 رمضان کو فجر کی نماز میں کسی نے حملہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ بہت زخمی (very injured) ہوئے اور 21 رمضان المبارک اتوار کی رات اپنی زندگی کے 63 سال گزار کر شہید ہوئے۔ نمازِ جنازہ بڑے صاحبزادے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی، مشہور یہی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک نجف اشرف (عراق) میں ہے۔ (طبقات ابن سعد، 3/27)

جنتی صحابی رضی اللہ عنہ کی شان:

فرايِن خاتَمِ النَّبِيِّينَ، اِمَامِ الرُّسُلِيْنَ، رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

(1) ”اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا“ یعنی میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ (المستدرک، 3/96، حدیث: 3693)

(2) بے شک اللہ پاک نے مجھے چار (4) لوگوں سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے (پھر جو نام بیان فرمائے ان میں سے

ایک نام حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی تھا)۔ (ترمذی، 5/200، حدیث: 3739)

ہر صحابی نبی جنتی جنتی

”نماز تو ایسے پڑھنی چاہیے!“

حکایت (05):

حضرت عبداللہ بن زبیر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا بہت توجہ کے ساتھ (یعنی اچھے انداز سے) نماز پڑھتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نماز پڑھ رہے تھے اور قریب ہی آپ کا بچہ تھا، چھت سے ایک سانپ اُس کے قریب گر پڑا۔ لوگوں نے ”سانپ سانپ“ کہہ کر شور مچایا اور اس سانپ کو مار دیا۔ اتنا کچھ ہونے کے باوجود آپ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اسی طرح نماز پڑھتے رہے۔ (سیر اعلام النبلاء، ۴/۴۶۴) یعنی نماز اس طرح پڑھتے تھے کہ لوگوں کے شور وغیرہ کا پتا ہی نہیں چلتا تھا۔

یہ سچا واقعہ ہمیں درس دیتا ہے کہ ہمیں نماز پوری توجہ کے ساتھ ادا کرنے کی عادت بنانی چاہیے۔ یہی انداز ہمیں صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ کی زندگی سے ملتا ہے۔ یہ دینی مسئلہ بھی یاد رکھیں کہ رسولُ اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ: نماز میں دو (2) کالی چیزوں سانپ (snake) اور بچھو (scorpion) کو قتل کر دو (احمد، ابوداؤد) علماء فرماتے ہیں: اگر نمازی، نماز میں سانپ یا بچھو دیکھے تو اسے مار سکتا ہے۔ (اگر اس طرح مارا کہ نماز ٹوٹ گئی تو نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی مگر یہ شخص نماز توڑنے کی وجہ سے گنہگار نہ ہوگا۔ (ملخصاً، جلد ۲، ص ۲۲۹)

تعارف (Introduction):

جنتی صحابی، حضرت عبداللہ بن زبیر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ، إِمَامُ الْمُرْسَلِينَ، رَحْمَةُ لِّلْعَالَمِينَ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی پھوپھی (یعنی والد صاحب کی بہن) حضرت صفیہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا کے بیٹے اور حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کے داماد (یعنی حضرت ابو بکر صدیق کی بیٹی، حضرت عبداللہ بن زبیر کی بیوی) ہیں۔ (کرامات صحابہ، ص ۱۲۰)

جنتی صحابی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی شان:

حضرت عبداللہ بن زبیر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کے والد دنیا میں جنت کی بشارت پانے والے صحابی حضرت زبیر بن عوام رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اور والدہ ”حضرت اسماء بنت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ہیں۔ آپ بہت بہادر اور نماز و روزہ سے محبت کرنے والے تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سترہ (17) جمادی الاولیٰ 73 سن ہجری کو شہید ہوئے۔ (تہذیب الاسماء، ۱/۳۷۴، طبقات الکبریٰ، ۸۰/۲۰۱)

ہر صحابی نبی جنتی جنتی

حکایت (06): ”اللہ کا کرم ہو گیا“

حضرت عبد الرحمن بن عوف رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بہت امیر (rich) صحابی تھے۔ ہجرت (یعنی مکہ شریف سے مدینہ پاک جانے) کا حکم ملنے کے بعد جب حضرت عبد الرحمن رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مکہ پاک میں اپنا تقریباً سب مال چھوڑ کر خالی ہاتھ مدینہ شریف میں پہنچے تو پیارے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے دوسرے مہاجرین (مکے شریف سے مدینہ پاک آنے والے صحابہ) رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ کی طرح ان کا بھی ایک انصاری (مدینہ پاک میں رہنے والے) صحابی حضرت سعد رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کے ساتھ بھائی چارے (brotherhood) کا تعلق بنا دیا (یعنی اب یہ دونوں ساتھ رہیں گے)۔

حضرت سعد بن ربیع انصاری رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مال دار (wealthy) تھے، آپ نے اپنے مہاجر بھائی حضرت عبد الرحمن رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کے لیے اپنا آدھا مال دے دیا۔ حضرت عبد الرحمن رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے اپنے بھائی کی اس پیشکش (offer) سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا اور فرمایا: اللہ آپ کو برکت دے، میں آپ کے مال سے کچھ نہ لوں گا، بس آپ مجھے بازار کاراستہ بتادیں۔ یعنی میں خود اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کمانا چاہتا ہوں۔ حضرت سعد رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے آپ کو بازار کاراستہ بتایا، آپ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے گھی اور پنیر (cheese) کا کاروبار شروع کر دیا تو اللہ پاک نے آپ کے مال میں برکت پیدا فرمادی۔ (بخاری، حدیث: ۲۰۳۸، ج ۳/۲، ص ۳۱۳) اور آپ پھر امیر (rich) ہو گئے۔

اس حدیث پاک سے یہ سیکھنے کو ملا کہ ہمیں ہر حال میں اللہ پاک پر یقین (sure) رکھنا چاہیے جیسا کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے کیا۔

تعارف (Introduction):

جنتی صحابی، حضرت عبد الرحمن بن عوف رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی والدہ کا نام ”حضرت شفا بنت عوف رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا“

ہے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عمر میں نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے تقریباً دس (10) سال چھوٹے تھے۔ (طبقات ابن سعد، ۳/۹۲) آپ کا انتقال 31 یا 32 سن ہجری میں ہوا، انتقال کے وقت آپ کی عمر 72 یا 75 سال تھی۔ (معجم کبیر، حدیث: ۲۶۲، ج ۱، ص ۱۲۸) آپ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اُن دس (10) صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ میں سے ایک ہیں کہ جنہیں ایک ساتھ پیارے آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے جنت کی خوشخبری سنائی۔

جنتی صحابی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی شان:

خاتم النبیین، امام المرسلین، رَحْمَةُ اللّٰعٰلَمِیْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے خود حضرت عبدالرحمن رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے فرمایا: اے عبدالرحمن بن عوف! تم دنیا و آخرت میں میرے دوست ہو۔ (مسلم بشرح النووی، جزء: ۲، ۳/۱۷۲)

ہر صحابی نبی جنتی جنتی

حکایت (07): ”سات لاکھ میں سے ایک ہزار بیچ گیا“

ایک بار حضرت طلحہ بن عبید اللہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے ایک زمین سات لاکھ درہم (چاندی کے سکے۔ silver coins) میں بیچ (sell) کر دی۔ (الزہد للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۷۸۳، ص ۱۶۸) تو پریشان اور بے چین ہو گئے۔ آپ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی زوجہ نے عرض کی: آج آپ کو کیا ہوا ہے؟ فرمایا کہ مجھے یہ پریشانی ہے کہ جس بندے کی راتیں اللہ پاک کی عبادت کرتے ہوئے گزرتی ہوں، اُس کے گھر میں اتنا مال موجود ہو تو وہ اللہ پاک کی بارگاہ میں کیسے حاضر ہو گا؟ تو آپ کی زوجہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا نے بڑے ادب سے عرض کی: اس میں پریشانی کی کیا بات ہے؟ آپ اپنے غریب دوستوں کو کیوں بھول رہے ہیں؟ صبح ہوتے ہی انہیں بلا کر یہ سارا مال ان میں بانٹ (distribute) کر دیں اور ابھی اللہ پاک کی عبادت میں رات گزاریں۔ نیک بیوی کی یہ بات سن کر آپ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ دل خوش ہو گیا اور آپ نے فرمایا: آپ واقعی نیک باپ کی نیک بیٹی ہیں۔

یاد رہے! کہ یہ نیک باپ کی نیک بیٹی امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی پیاری شہزادی ام

کلثوم رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تھیں۔ صبح ہوتے ہی حضرت طلحہ بن عبیدُ اللہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے سارا مال باٹنا (distribute کرنا) شروع کر دیا اور اس میں سے کچھ حصہ امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو بھی بھیجا۔ پھر آپ کی زوجہ حاضر ہوئیں اور عرض کی: کیا اس مال میں گھر والوں کا بھی کچھ حصہ ہے؟ تو فرمایا: آپ کہاں رہ گئی تھیں، چلیں جو باقی بچ گیا ہے وہ سب آپ لے لیں۔ فرماتی ہیں کہ جب بقیہ مال (rest of the money) کا حساب کیا تو (سات لاکھ میں سے) صرف ایک ہزار (1000) درہم (سکے-coins) ہی رہ گئے تھے۔

(سیر اعلام النبلاء، الرقم ۷ طلحہ بن عبید اللہ، ج ۳، ص ۱۹۔ مفہوماً)

اس سچے واقعے سے معلوم ہوا کہ حضرت طلحہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اپنی ضرورت کے لئے بھی کچھ بچا کر نہ رکھتے بلکہ غریبوں کو دے دیتے۔

تعارف (Introduction):

جنتی صحابی، حضرت طلحہ بن عبید اللہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اُن دس (10) صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ میں سے ایک (1) ہیں کہ جنہیں پیارے آقا صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ایک ساتھ جنت کی خوشخبری (good news) سنائی۔ ایک مرتبہ **خَاتَمُ النَّبِيِّينَ، اِمَامُ الْمُرْسَلِينَ، رَحْمَةٌ لِلْعَالَمِينَ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** نے ان سے فرمایا: اے طلحہ! یہ جبرائیل تمہیں سلام کہہ رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں قیامت کی پریشانیوں میں آپ (یعنی حضرت طلحہ) کے ساتھ ہوں گا اور آپ (یعنی حضرت طلحہ) کو ان (قیامت کی پریشانیوں) سے بچاؤں گا۔ (الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، الباب الخامس، ج ۲، الجزء الرابع، ص ۲۵۴)

جنتی صحابی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی شان:

آپ کو شہادت (یعنی جنگ میں قتل ہونے کی وجہ سے انتقال کرنے) کے بعد بصرہ کے قریب دفن (buried) کر دیا گیا۔ کسی وجہ سے، حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ عَنْهُما سے مسئلہ پوچھ کر اور اجازت لے کر حضرت طلحہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کے مبارک جسم کو پرانی قبر سے نکال کر نئی قبر میں دفن کرنے کے لیے نکالا گیا۔

کافی وقت گزر جانے کے بعد بھی اَلْحَدُّ لِلَّهِ آپ کا جسم شریف بالکل صحیح، سلامت تھا۔ (اسد الغابۃ طحیہ بن عبید اللہ ج ۳، ص ۸۷، ملخصاً، دار احیاء التراث العربی بیروت) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ پاک کے نیک بندوں کے جسم قبروں میں بھی صحیح رہتے ہیں۔

حکایت (08): ”ماں کی سو (100) جانیں“

حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اپنی ماں کے بڑے فرمانبردار (باتیں ماننے والے obedient) تھے۔ ہر حکم ماننے اور کبھی اپنی ماں کی نافرمانی (disobedience) نہ فرماتے تھے۔ آپ کی ماں غیر مسلم تھی اور اپنے دین پر سختی سے عمل کرتی تھی۔ جب آپ مسلمان ہوئے تو آپ کی غیر مسلم ماں بہت پریشان ہوئی اور کہنے لگی: اے میرے بیٹے! یہ تو نے کیا کیا؟ تو نے اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ دیا؟ تو نے آج تک کبھی میری نافرمانی نہیں کی! اب تو میری یہ بات بھی مان اور اسلام چھوڑ دے، اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں نہ تو کھاؤں گی اور نہ پیوں گی، بھوک پیاسی (hungry and thirsty) مر جاؤں گی۔ میری موت تیری وجہ سے ہوگی اور لوگ تجھے ماں کا قاتل (killer) کہیں گے۔ یہ کہہ کر واقعی (really) اس نے کھانپینا چھوڑ دیا، دھوپ میں بیٹھ گئی، اور کچھ نہ کھانے پینے کی وجہ سے بہت کمزور ہو گئی۔

سُبْحَانَ اللَّهِ! قربان جائیے حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی اللہ پاک اور نبی پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے محبت پر، ماں کی یہ حالت (condition) دیکھ کر بھی آپ ایمان (faith) پر ہی رہے۔ آپ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے عشق و محبت بھرے انداز میں گویا یوں فرمایا: اے میری ماں! اگر کوئی دنیاوی بات ہوتی تو میں ہر گز تیری نافرمانی (disobedience) نہ کرتا مگر یہ معاملہ (case) اللہ پاک کے دین اور نبی پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی محبت کا ہے، تیری جان تو کیا اگر سو (100) جانیں بھی ہوں اور ایک (1) ایک کر کے سب قربان کرنا پڑیں تو سب کو قربان کر دوں مگر دین اسلام اور اپنے پیارے آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو نہیں چھوڑوں گا۔“ (تفسیر البغوی،

العنكبوت، تحت الآية: ۸، ج ۳، ص ۳۹۶ ماخوذاً) اب تمھاری مرضی ہے کہ کھانا کھاؤ یا نہیں، جب ماں نے یہ بات سنی تو اُس نے کھانا کھا لیا۔ (ابن عساکر، حرف السین، ذکر من اسمہ سعد، ۲۰/۳۳۱ ملخصاً)

اس سچے واقعے سے ہمیں یہ درس (lesson) ملا کہ والدین کی بہت اہمیت (importance) ہے، دنیاوی کام (جو شریعت نے منع نہیں کیے) میں اُن کی بات فوراً مانی جائے اگرچہ غیر مسلم ہوں (مثلاً کھانا مانگیں تو دیں، دوائی منگوائیں تو لا کر دیں)۔ اگر والدین کسی دینی لازم کام (جیسے: فرض، واجب یا سنت مؤکدہ) کو کرنے سے روکتے ہوں تب بھی وہ کام کریں گے (اور اب والدین کی بات نہیں مانیں گے) یا کسی گناہ (مثلاً فلم دیکھنے، گانوں کے پروگرام میں جانے) کا حکم دیں تو اُن کی بات نہیں مانیں گے لیکن اُن کے ساتھ کسی طرح کی بد تمیزی (rudeness) بھی نہیں کریں گے۔ فرمانِ آخری نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللہ پاک کی نافرمانی کے کاموں میں کسی کی اطاعت جائز نہیں، اطاعت تو صرف نیکی کے کاموں میں ہے۔ (صحیح مسلم، ج ۳، ص ۱۴۹۶، حدیث ۱۸۴۰)

تعارف (Introduction):

جنتی صحابی، حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اُن دس (10) صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ میں سے ایک (1) ہیں کہ جنہیں خاتم النبیین، إمام المرسلین، رَحْمَةُ لِّلْعَالَمِينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ایک ساتھ جنت کی خوشخبری (good news) سنائی۔

جنتی صحابی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی شان:

حضرت سالم بن عبد اللہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کہتے ہیں: مجھے میرے والد صاحب نے بتایا کہ ایک دن ہم پیارے آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اس دروازے سے ابھی ایک جنتی شخص آئے گا۔ تو ہم نے دیکھا کہ اس دروازے سے حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اندر آئے۔

(کنز العمال، کتاب الفضائل من قسم الافعال، الحدیث: ۱۰۸، ۳۷۱، ج ۱۳، ص ۱۸۰)

”دین سے محبت“

حکایت (09):

مکے شریف کے غیر مسلم اس بات سے بڑے پریشان تھے کہ اسلام بہت تیزی سے پھیل رہا ہے اور لوگ مسلمان ہوتے جا رہے ہیں۔ ان کے ایک سردار (chief) نے کہا کہ اس کا صرف ایک ہی حل ہے اور وہ یہ کہ جو شخص اسلام کی طرف بلاتا ہے اسے ختم کر دیا جائے۔ یہ سن کر تمام لوگ کہنے لگے کہ اسلام کو پھیلانے والے (حضرت) مُحَمَّد بن عبد اللہ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) ہیں، لیکن انہیں شہید کرنا آسان نہیں۔ فوراً ایک بہادر (brave man) آدمی کھڑے ہوئے اور کہا: ”یہ کام میں کروں گا“۔ تمام لوگ حیران (surprise) ہوئے لیکن سب کو یقین (believe) تھا کہ یہ شخص ایسا کر سکتے ہیں، کیونکہ وہ اپنی طاقت اور بہادری میں بہت مشہور (famous) تھے۔ پھر وہ بہادر شخص (brave man) تلوار (sword) لے کر اس بُری نیت سے اپنے گھر سے نکلے۔ ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ ایک شخص سامنے سے آگیا، اس نے پوچھا: خیریت ہے! تلوار لیے کہاں جا رہے ہیں؟۔ بہادر شخص نے کہا: میں (حضرت) مُحَمَّد بن عبد اللہ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کو (مَعَاذَ اللهِ! یعنی اللہ پاک کی پناہ) شہید کرنے جا رہا ہوں۔ اس آدمی نے کہا: پہلے اپنے گھر کو تو دیکھ لیں، تمہاری بہن اور اُسکا شوہر (یعنی بہنوئی) دونوں مسلمان ہو چکے ہیں۔

یہ سنتے ہی وہ بہادر غصے سے اُن کے گھر پہنچ گئے، جہاں وہ قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے۔ بہن نے دروازہ کھولا تو انہوں نے اپنی بہن اور بہنوئی دونوں پر غصہ کرتے ہوئے پوچھا: کیا تم دونوں اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ کر نئے دین میں چلے گئے ہو؟ اور غصے میں بہن و بہنوئی دونوں کو مارنا شروع کر دیا اور بہت مارا۔ پھر وہاں موجود قرآنی آیتوں کو دیکھ کر کہنے لگے: یہ کیا ہے؟ بہن نے کہا: یہ اللہ پاک کا کلام ”قرآن مجید“ ہے، آپ ناپاک ہیں اسے ہاتھ نہیں لگا سکتے، ہاں غسل کر لیں پھر اسے پکڑ سکتے ہیں۔ انہوں نے غسل کیا اور پھر پڑھنے لگے تو یہ آیت سامنے آگئی، ترجمہ (Translation): پیشک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری عبادت کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ۔ (پ ۱۶، سورۃ طہ، آیت ۱۴) (ترجمہ کنز العرفان) یہ پڑھ کر اُن کی سوچ بدل گئی اور وہ پیارے آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاس جا کر مسلمان ہو گئے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۱۱، سیرت

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اللہ پاک اور نبی پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی محبت کی بہت برکتیں ہیں اور اسی محبت کی وجہ سے انسان، ہر حالت (condition) میں اسلام ہی پر رہتا ہے بلکہ اس کی برکت سے دوسروں کو بھی فائدہ ملتا ہے جیسا کہ اس واقعے سے پتا چلا کہ جو اپنی بہن کو دین سے دور کرنے آئے تھے وہ خود مسلمان ہو گئے۔

تعارف (Introduction):

مسلمان ہونے والا بہادر شخص امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قرآن پاک کو پکڑنے سے روکنے والی آپ کی بہن اُمّ جمیل حضرت فاطمہ بنت خطاب رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اور دین اسلام کی محبت میں مار کھانے والے جنتی صحابی حضرت سعید بن زید رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تھے۔

جنتی صحابی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی شان:

جنتی صحابی، حضرت سعید بن زید رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اُن دس (10) صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ میں سے ایک (1) ہیں کہ جنہیں ایک ساتھ خاتم النبیین، اِمَامُ الْمُرْسَلِينَ، رَحْمَةٌ لِلْعَالَمِينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے جنت کی خوشخبری (good news) سنائی۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ سعید بن زید جنتی ہیں اور جنت میں حضرت موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام کے رفیق (یعنی ساتھی) ہوں گے۔ (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۳۵) پیارے آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے جب اپنا نبی ہونا لوگوں کو بتایا تو یہ شروع ہی میں اسلام لے آئے تھے۔ (الاصابہ، حرف السین المصمّیة لخصاً)

”بہت بڑی مچھلی“

حکایت (10):

حضرت جابر بن عبد اللہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فرماتے ہیں، ہمارے آخری نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ہم (تین سو لوگوں) کو قبیلہ (tribe) قریش کی طرف بھیجا اور حضرت ابو عبیدہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو ہمارا سپہ سالار (یعنی نگران) بنایا اور ہمیں کھجوروں کی ایک بوری بھی دی۔ حضرت ابو عبیدہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ہمیں (روزانہ) ایک ایک کھجور دیتے،

ہم اس کو چوستے جس طرح بچہ چوستا ہے اور اوپر سے پانی پی لیتے۔ تو اُس دن اور رات تک کے لیے، یہی کھانا ہوتا۔ ہم دَرختوں سے پتے گراتے اور انھیں پانی میں ڈال کر کھا لیتے۔ مزید فرماتے ہیں کہ جب ہم سمندر (sea) کے قریب سے گزرے تو ہمیں ایک بہت ہی بڑی مچھلی نظر آئی۔ وہ اتنی بڑی مچھلی تھی کہ ہم تین سو (300) لوگ ایک مہینے تک اُسے کھاتے رہے یہاں تک کہ ہم صحت مند (healthy) ہو گئے۔ مزید کہتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ ہم اُس کی آنکھ کے گڑھے (یعنی سوراخ) سے منگلے بھر بھر کر چربی (fat) نکالتے اور ہم اُس (مچھلی) سے گائے جتنے بڑے بڑے ٹکڑے کاٹتے۔ (اس مچھلی کی آنکھ کا سوراخ اتنا بڑا تھا کہ) تیرہ (13) آدمی اس کی آنکھ کے گڑھے میں بیٹھ گئے۔ ایک مہینے بعد ہم نے اس کے خشک گوشت (dried meat) کے ٹکڑے سفر میں ساتھ رکھ لئے۔ جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو سرکار مدینہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو اس مچھلی کے بارے میں بتایا تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: وہ رزق تھا جو اللہ پاک نے تمہارے لیے پیدا کیا۔ کیا تمہارے پاس اُس گوشت میں سے کچھ ہے؟ (اگر ہو تو) ہمیں بھی کھلاؤ۔ ہم نے حضورِ پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو اس (مچھلی) کا گوشت بھیجا تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اُس میں سے کھایا۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۳۷ رقم الحدیث ۱۹۳۵، لخصاً)

حدیثِ پاک میں موجود واقعے سے ہمیں پتا چلا کہ اللہ پاک کی راہ میں جو بھی سفر کرتا ہے، اللہ پاک کی اس پر خوب رحمتیں ہوتی ہیں، مصیبتوں میں آسانیاں ہو جاتی ہیں۔ ہر مسلمان کو صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ کی کوششوں (efforts) سے سبق (lesson) حاصل کرتے ہوئے، دین کے کام کے لیے کوششیں کرنے کیلئے تیار رہنا چاہئے۔

تعارف (Introduction):

جنتی صحابی، حضرت ابو عبیدہ بن جراح رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اُن دس (10) صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ میں سے ایک (1) ہیں کہ جنہیں خاتم النبیین، اِمَامُ الْمُرْسَلِينَ، رَحْمَةُ لِّلْعَالَمِينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ایک ساتھ جنت کی خوشخبری (good news) سنائی۔ آپ شروع ہی میں اسلام لے آئے تھے۔ (الریاض النضرہ، ج ۲، ص ۳۲۶)

جنتی صحابی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی شان:

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ہر اُمت میں ایک امین (یعنی امانت والا) ہوتا ہے اور اس اُمت کے امین (یعنی امانت والے) ابو عبیدہ بن جراح ہیں۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، الحدیث: ۳۷۴۳، ج ۲، ص ۵۴۵) علماء فرماتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا امین (یعنی امانت والا) ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ زید جیسا عالم ہونے کا حق ہے ویسا عالم ہے۔ سارے صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ امانت والے ہیں مگر حضرت ابو عبیدہ بن جراح رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اول نمبر امانت دار۔ (مراۃ المناجیح، ج ۸، ص ۴۴۷)

حکایت (11): ”اچانک کچھ لوگ آگئے“

پیارے آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی دنیا میں آمد سے پہلے کی بات ہے۔ یہودیوں (jews) نے اپنی کتاب میں آخری نبی (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کی بہت سی نشانیاں (signs) پڑھی تھیں اور ان نشانیوں کی وجہ سے وہ جانتے تھے کہ اب اللہ پاک کے آخری نبی (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) دنیا میں آنے والے ہیں اور جب وہ دنیا میں آئیں گے تو دین اسلام پھیل جائے گا اور ہماری کوئی عزت اور طاقت نہیں رہے گی اس لیے وہ چاہتے تھے کہ ہم اُس خاندان کو ہی ختم کر دیں کہ جس میں سے یہ آئیں گے کیونکہ آخری نبی (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کے خاندان وغیرہ کی نشانیاں بھی وہ اپنی کتاب میں پڑھتے تھے یہاں تک کہ جب انہوں نے حضرت عبد اللہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو دیکھا تو سمجھ گئے کہ آخری نبی جو دنیا میں آنے والے ہیں یہ ان کے والد ہیں۔ اب ان یہودیوں نے حضرت عبد اللہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو شہید کرنے کی کوششیں شروع کر دیں مگر کامیاب نہ ہوئے۔ ایک دن پیارے آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے والد صاحب حضرت عبد اللہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ شکار (hunting) کے لئے جنگل میں تشریف لے گئے تو یہودیوں کی ایک بہت بڑی جماعت تلواریں لے کر اس نیت سے جنگل میں گئی کہ حضرت عبد اللہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو شہید کر دے مگر اللہ پاک نے اس مرتبہ بھی اپنے کرم سے آپ کو بچا لیا۔ اچانک (suddenly) کچھ ایسے لوگ گھوڑوں پر آگئے جو

عرب کے لوگ نہیں تھے، ان لوگوں نے آ کر یہودیوں کو بھگا دیا اور حضرت عبد اللہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ صحیح سلامت (safely) اپنے گھر چلے گئے۔

پیارے آقاصلى الله عليه وسلم کی والدہ حضرت آمنہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا کے والد (یعنی ہمارے مدنی آقاصلى الله عليه وسلم کے نانا جان) حضرت وہب بن مناف رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ بھی اُس دن جنگل میں تھے اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھا، اس لئے ان کو حضرت عبد اللہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے بہت محبت ہو گئی اور پکا ارادہ کر لیا (firm intention کر لی) کہ میں اپنی پیاری بیٹی (حضرت) آمنہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا کی شادی (حضرت) عبد اللہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے کروں گا۔

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے پیارے آقاصلى الله عليه وسلم کے دادا جان حضرت عبد المطلب رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کو اُن کے بیٹے کے لیے شادی کا پیغام (proposal) بھیجا۔ حضرت عبد المطلب رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کو اپنے پیارے بیٹے حضرت عبد اللہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کے لئے جس طرح کی دلہن چاہیے تھی، وہ سب باتیں حضرت آمنہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا میں تھیں لہذا چوبیس (24) سال کی عمر میں حضرت عبد اللہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کا حضرت بی بی آمنہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا سے نکاح ہو گیا۔

(مدارج النبوت، قسم دوم، باب اول، ۱۳-۱۲ المتقطا)

اس سچے واقعے سے پتہ چلا کہ اللہ پاک نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبد اللہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی غیر مسلموں سے حفاظت فرمائی، یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ پاک جس کی حفاظت فرمائے اسے کوئی بھی نقصان نہیں دے سکتا۔

تعارف (Introduction):

حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، نور والے آقاصلى الله عليه وسلم کے والد صاحب ہیں، آپ کا نام عبد اللہ، کُنیت (kunya) اَبُو مُحَمَّد، اَبُو أَحْمَد اور اَبُو تَمِيم (یعنی خیر و برکت والے) ہیں۔ (شرح زر قانی علی المواہب اللدنیة، ۱۳۵/۱) پیارے آقاصلى الله عليه وسلم کے دادا جان حضرت عبد المطلب رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کو اپنے سب بیٹوں میں سب سے

زیادہ پیارے حضرت عبداللہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تھے۔ حضرت عبداللہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی پیشانی (forehead) میں پیارے آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا نور چمک رہا تھا، اس لئے آپ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خوبصورت اور اچھے اخلاق والے تھے۔

نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابھی دنیا میں تشریف نہیں لائے (یعنی پیدا (born) نہیں ہوئے) تھے کہ والد صاحب حضرت عبداللہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تجارت (trade) کے لئے ملک شام گئے۔ وہاں سے واپسی پر مدینہ پاک میں اپنے رشتہ داروں کے پاس گئے۔ وہاں جا کر آپ بیمار رہے اور ایک مہینے (one month) بیمار رہ کر پچیس (25) سال کی عمر میں وفات پا گئے اور وہیں ”دارِ نابغہ“ (مدینہ پاک) میں دفن ہوئے۔

(مدارج النبوت، قسم دوم، باب اول، ۱۴-۱۲ المتظا)

پیارے آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے والد رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی شان:

روایت ہے کہ حضرت عبداللہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی وفات پر فرشتوں کو غم ہوا اور انہوں نے اللہ پاک سے عرض کی کہ یا اللہ! تیرے نبی یتیم (orphan) ہو گئے۔ اللہ پاک نے فرمایا: میں اس کی مدد اور حفاظت (safe) کرنے والا ہوں۔ (زر قانی علی المواہب ج ۱، ص ۱۰۱، مدارج جلد ۲، ص ۱۴ المتظا)

حکایت (12): ”حضرت بی بی آمنہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا“

پیارے آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی پیاری امی جان حضرت آمنہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ایک مرتبہ اپنے رشتہ داروں کے گھر مدینہ پاک گئیں، حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بھی ساتھ تھے۔ مدینہ پاک سے واپسی پر مقام ابواء میں بیمار ہو گئیں۔ اس بیماری میں پیارے آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (جن کی عمر شریف پانچ (5) سال تھی) اپنی والدہ صاحبہ حضرت آمنہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا کا سر دباتے تھے اور روتے جاتے تھے۔ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے آنسو آپ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا کے چہرے (face) پر گرے تو آنکھ کھولی اور اپنے دوپٹے سے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے آنسو صاف کر کے بولیں دنیا مرے گی مگر میں کبھی نہیں مروں گی کیونکہ میں تو تم جیسا بیٹا چھوڑ رہی ہوں جس کی وجہ سے مشرق

(east) اور مغرب (west) میں (یعنی ہر جگہ) میرا ذکر ہوگا (I will mentioned)۔ (مراۃ، ج ۲، ص ۹۸۵، ملخصاً) اس کے بعد فرمایا: ہر نئی چیز کو پرانا ہونا ہے، کوئی کیسا ہی بڑا ہو ایک دن ختم ہو جائے گا اور ہر زندے کو مرنا ہے۔ میں کیسی بڑی بھلائی (برکت والے کو) چھوڑ کر جا رہی ہوں اور کیسا پاک (بیٹا) مجھ سے پیدا ہوا، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (لمواہب اللدنیۃ المقصد الاول ذکر وفاة آمنہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۷۰-۱۶۹، ملتقطاً) یہ کہا اور انتقال ہو گیا۔

اس سچے واقعے سے معلوم ہوا کہ پیارے آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی وجہ سے آپ کی والدہ کی بہت بڑی شان ہے۔ اور پیارے آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے صدقے، حضرت آمنہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا کا نام قیامت تک رہے گا۔

تعارُف (Introduction):

حضرت آمنہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا کے والد و نوب بن عبد مناف رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے اپنی بیٹی (حضرت) آمنہ (رَضِيَ اللهُ عَنْهَا) کی شادی (حضرت) عبد اللہ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُ) سے کروادی اور یوں پیارے آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا نور، آپ کے پاس آ گیا۔ (مدارج النبوة، ۲/ ۱۲-۱۳ ماخوذاً) اعلیٰ حضرت کچھ اس طرح فرماتے ہیں: عرب میں بلکہ پوری دنیا میں کتنی تاج (crown) والی مائیں (queens) آئیں مگر ان کا نام بھی باقی نہ رہا۔ مگر میرے آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی والدہ حضرت آمنہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا کی شان یہ ہے کہ ہر طرف محفلوں میں آپ کا ذکر ہے، زمین و آسمان میں آپ کا ذکر ہے اور یہ ذکر ہمیشہ رہے گا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۳۰، ص ۳۰۳ ماخوذاً)

پیارے آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی والدہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا کی شان:

صلح حدیبیہ (یعنی ایک مرتبہ غیر مسلموں سے کچھ باتوں کا معاہدہ (agreement) کرنے کے بعد)، حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ایک ہزار (1000) صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ کے ساتھ اپنی والدہ حضرت آمنہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا کے مزار شریف پر تشریف لے گئے۔ (مرقاۃ، ملخصاً) وہاں جا کر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی آنکھوں میں آنسو (tears) آگئے کہ آج وہ زندہ ہوتیں اور ہم سب کو دیکھتیں تو انہیں خوشی ہوتی۔ یہ دیکھ کر صحابہ کرام (رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ) بھی رونے لگے۔ (مراۃ، ج ۲، ص ۹۸۵، ملخصاً)